OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

سوشل میڈیا اور انسانی وقار: آن لائن تحقیر، تذلیل اور اسلامی اخلاقیات

Social Media and Human Dignity: Online Humiliation, Degradation and Islamic Ethics

Dr. Waleed Khan
Lecturer Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt College Women University Sialkot Pakistan
Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com

Muhammad Ammar Khalid
PhD scholar NCBA & E
Email: ammarkhalid1250@gmail.com

Sana Maryam
Muslim Youth (MY) University Islamabad
Email: sanawaleed799@gmail.com

Received on: 05-08-2025 Accepted on: 15-08-2025

Abstract

Social media has become an important part of contemporary human life. It has provided people with opportunities for communication, education, information sharing and public participation. At the same time, the same platforms have created new forms of humiliation, ridicule, character assassination, privacy violations, cyberbullying and public shaming. A person's dignity can now be damaged within minutes through a post, comment, edited image, short video or unverified allegation, while the damage may continue even after the original content is deleted. This article examines the concept of human dignity from the perspective of Islam and modern human rights and explores how social media is increasingly being used to undermine that dignity. The Qur'an prohibits ridicule, insulting, offensive nicknames, suspicion, spying and backbiting, while the Prophet Muhammad ﷺ emphasized the sanctity of a person's honour and prohibited humiliating or looking down upon others. The article also examines Article 14 of the Constitution of Pakistan and the relevant principles of the Universal Declaration of Human Rights. It argues that freedom of expression does not justify the destruction of another person's honour, privacy or dignity. The study concludes that responsible social media use requires not only legal awareness but also moral self-restraint, verification of information, respect for privacy and recognition of the human being behind every screen name, photograph or account.

Keywords: Human Dignity, Social Media, Online Humiliation, Cyberbullying, Privacy, Islamic Ethics, Honour, Social Responsibility.

تعارف:

آج کے دور میں سوشل میڈیا ہماری روزمرہ زندگی کا حصہ بن چکا ہے۔ فیس بک، یوٹیوب، ایکس، انسٹاگرام، ٹک ٹاک اور واٹس ایپ جیسے پلیٹ فارم نے رابطے کے طریقے بدل دیے ہیں۔ اب خبر صرف اخبارات یا ٹیلی وژن سے نہیں ملتی بلکہ ایک عام شخص بھی چند سیکنڈ میں کوئی بات ہزاروں لوگوں تک پہنچا سکتا ہے۔ کسی کی تصویر، ویڈیو، رائے یا بیان چند لمحوں میں بہت بڑی تعداد تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ صورت حال اپنی جگہ ایک بڑی سہولت ہے، لیکن اس کا دوسرا رخ بھی بہت اہم ہے۔ جس سوشل میڈیا نے لوگوں کو اظہار کا موقع دیا ہے، اسی نے دوسروں کی تذلیل، مذاق، کردار کشی، افواہ، نجی معلومات کے افشا اور عوامی سطح پر رسوائی کے نئے راستے بھی پیدا کر دیے ہیں۔ پہلے کسی شخص کی توہین چند لوگوں کے سامنے ہوتی تھی، اب ایک پوسٹ یا ویڈیو اسے ہزاروں یا لاکھوں لوگوں کے سامنے پہنچا سکتی ہے۔ اس طرح ایک لمحے کا غصہ کسی کی طویل عرصے کی بدنامی کا سبب بن سکتا ہے۔

انسانی وقار کا مسئلہ اس لیے اہم ہے کہ انسان صرف جسم کا نام نہیں۔ اس کی عزت، نام، شخصیت، ذاتی زندگی، خاندان، احساسات اور سماجی مقام بھی اس کی زندگی کا حصہ ہیں۔ جب کسی انسان کو مسلسل مذاق، گالی، تضحیک، الزام یا جھوٹی خبر کا نشانہ بنایا جاتا ہے تو نقصان صرف اس کی سکرین پر نہیں ہوتا بلکہ اس کی حقیقی زندگی بھی متاثر ہوتی ہے۔ اسلام نے انسانی عزت و حرمت کو بہت اہمیت دی ہے۔ قرآن مجید نے انسان کی تکریم کو اللہ تعالیٰ کی عطا قرار دیا ہے اور دوسروں کا مذاق اڑانے، عیب نکالنے، برے القاب سے پکارنے اور غیبت سے منع کیا ہے۔ جدید انسانی حقوق کا تصور بھی انسانی وقار، عزت اور نجی زندگی کے تحفظ کو بنیادی حق سمجھتا ہے۔ اسی لیے سوشل میڈیا کے موجودہ ماحول کو انسانی وقار کے اس وسیع تصور کے تحت سمجھنا ضروری ہے۔

انسانی وقار کا اسلامی تصور

اسلامی تعلیمات میں انسان کی عزت کسی خاص طبقے، عہدے یا دولت سے وابستہ نہیں۔ انسان ہونے کے اعتبار سے اس کی بنیادی حرمت موجود ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو عزت بخشی۔[1]

اس تصور کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کے ساتھ اس لیے تحقیر آمیز رویہ اختیار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ غریب ہے، کم تعلیم یافتہ ہے، کسی مخصوص علاقے سے تعلق رکھتا ہے، کسی جماعت یا سیاسی گروہ سے وابستہ ہے یا اس کا لباس اور طرزِ زندگی ہماری پسند کے مطابق نہیں۔ سوشل میڈیا پر انسانی وقار کے خلاف رویہ اکثر بہت معمولی انداز سے شروع ہوتا ہے۔ کسی کی تصویر پر طنزیہ تبصرہ، کسی کے لہجے کا مذاق، کسی کی شکل و صورت پر تنقید، کسی کے خاندان کو گفتگو میں گھسیٹنا یا کسی کی غلطی کو بار بار اچھالنا بظاہر چھوٹی بات لگ سکتی ہے۔ لیکن

جب یہ سب عوامی انداز میں ہو تو اس کا اثر بہت بڑھ جاتا ہے۔ اسلامی تصورِ وقار ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اختلاف اور تنقید اپنی جگہ، لیکن دوسرے انسان کی عزت ختم کرنا کسی کو اختیار نہیں۔

سوشل میڈیا پر تحقیر کی نئی شکلیں

سوشل میڈیا پر انسانی تحقیر صرف گالی دینے تک محدود نہیں۔ اس کی بہت سی شکلیں ہیں۔ کسی کو مسلسل مذاق کا نشانہ بنانا، جان بوجھ کر اس کی تصویر خراب کر کے پھیلانا، پرانی تصویر یا ویڈیو کو نئے واقعے سے جوڑ دینا، کسی کے ذاتی پیغامات یا تصاویر عام کر دینا، جھوٹی خبر کے ساتھ کسی کا نام شامل کرنا اور لوگوں کو اس کے خلاف اکسانا بھی انسانی وقار کو نقصان پہنچانے والی صورتیں ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کی کسی معمولی غلطی کو نکال کر اسے مسلسل موضوعِ مذاق بنا دیا جاتا ہے۔ لوگ اس پر ہنستے ہیں، تبصرے کرتے ہیں اور پھر وہی مواد دوبارہ شیئر کرتے رہتے ہیں۔ اصل واقعہ چند منٹ کا ہوتا ہے لیکن اس کا ڈیجیٹل اثر بہت طویل ہو سکتا ہے۔

ایک اور خطرناک صورت "آن لائن ہجوم" کی ہے۔ کسی شخص کے خلاف ایک پوسٹ سامنے آتی ہے، پھر لوگ تحقیق کے بغیر اس پر تبصرے شروع کر دیتے ہیں۔ ایک شخص کی رائے چند لمحوں میں سینکڑوں لوگوں کا فیصلہ بن جاتی ہے۔ اس عمل میں یہ بھلا دیا جاتا ہے کہ سوشل میڈیا پر موجود شخص بھی ایک حقیقی انسان ہے جس کے خاندان، بچوں، ملازمت اور سماجی تعلقات ہوتے ہیں۔

قرآن مجید اور مذاق اڑانے کی ممانعت

سورۃ الحجرات میں قرآن مجید نے انسانی تعلقات کے لیے نہایت واضح اصول بیان کیے ہیں۔ فرمایا گیا کہ کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے، ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہوں۔ اسی آیت میں ایک دوسرے کو عیب لگانے اور برے القاب سے پکارنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔[2]

یہ آیت آج کے سوشل میڈیا ماحول سے بہت گہرا تعلق رکھتی ہے۔ آج "مذاق" کے نام پر میمز بنائی جاتی ہیں، لوگوں کی تصاویر سے تمسخر کیا جاتا ہے اور بعض اوقات کسی شخص کی شکل، لباس، زبان یا خاندانی پس منظر کو ہنسی کا موضوع بنایا جاتا ہے۔ قرآن کا اصول بہت واضح ہے کہ جس شخص کا مذاق اڑایا جا رہا ہے، ممکن ہے وہ اللہ کے نزدیک مذاق اڑانے والے سے بہتر ہو۔ اس اصول کی وجہ سے انسان کو دوسروں پر تکبر اور تحقیر سے روک دیا گیا ہے۔ اسی آیت میں "لمز" یعنی عیب نکالنے اور "تنابز بالالقاب" یعنی برے القاب دینے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ موجودہ سوشل میڈیا میں کسی شخص کے اصل نام کے بجائے ایسا لقب بنانا جو اسے ذلیل کرے، اسی اخلاقی مسئلے کی ایک نئی شکل بن سکتا ہے۔

غیبت، بدگمانی اور سوشل میڈیا

سورۃ الحجرات کی اگلی آیت میں بدگمانی، تجسس اور غیبت سے منع کیا گیا ہے۔ قرآن غیبت کی سنگینی بیان کرتے ہوئے ایک نہایت شدید مثال پیش کرتا ہے تاکہ انسان کو اندازہ ہو کہ کسی کی غیر موجودگی میں اس کی عزت پر حملہ کرنا کتنا سنگین معاملہ ہے۔[3]

سوشل میڈیا نے غیبت کے مسئلے کو نئی شکل دے دی ہے۔ پہلے چند لوگ کسی شخص کے بارے میں بیٹھ کر بات کرتے تھے، اب ایک پوسٹ کے ذریعے وہی گفتگو سیکڑوں لوگوں تک پہنچ سکتی ہے۔ کبھی کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کے بارے میں بات کی جاتی ہے، کبھی اس کے نجی معاملات پر تبصرے کیے جاتے ہیں اور کبھی ایک پوری بحث اس کی شخصیت کو موضوع بنا کر چلائی جاتی ہے۔ مسئلہ اس وقت اور زیادہ سنگین ہو جاتا ہے جب معلومات کی تصدیق نہ کی گئی ہو۔ ایک غیر مصدقہ بات کو "سنا ہے" یا "ذرائع کے مطابق" کہہ کر آگے بڑھا دینا بھی کسی انسان کی عزت کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ سوشل میڈیا کے صارف کو یہ سوال ضرور کرنا چاہیے کہ جو بات میں ابھی شیئر کر رہا ہوں، اگر یہ میرے بارے میں ہوتی تو کیا میں اسے پسند کرتا؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر اسے کسی دوسرے شخص کے بارے میں شیئر کرنے سے پہلے رک جانا چاہیے۔

کسی انسان کو حقیر سمجھنے کی ممانعت

نبی کریم ﷺ نے انسانی تحقیر کے بارے میں نہایت واضح تعلیم دی۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا اور اسے حقیر نہیں سمجھتا؛ پھر فرمایا کہ کسی مسلمان کو حقیر سمجھ لینا ہی انسان کے لیے کافی برائی ہے، اور مسلمان کی جان، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔[4]

یہ حدیث سوشل میڈیا کے موجودہ ماحول کے لیے بھی انتہائی اہم اخلاقی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ کسی شخص کو اس کی کمزوری، غلطی، غربت یا اختلاف کی وجہ سے حقیر سمجھنا اسلام کے مزاج کے خلاف ہے۔ آج ایک عجیب صورت حال یہ ہے کہ لوگ اپنے موبائل کی سکرین کے پیچھے بیٹھ کر وہ الفاظ لکھ دیتے ہیں جو شاید وہ سامنے بیٹھے انسان کو کبھی نہ کہہ سکیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سامنے موجود انسانی چہرہ نظر نہیں آ رہا ہوتا۔ لیکن اسلام میں اخلاق صرف اس وقت لازم نہیں جب سامنے والا موجود ہو۔ انسان جہاں بھی ہو، اس کی عزت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

عزت صرف نام کی نہیں، نجی زندگی کی بھی ہے

انسانی وقار میں صرف اچھا نام شامل نہیں بلکہ انسان کی نجی زندگی بھی اس کا حصہ ہے۔ کسی کی ذاتی تصویر، گھر کی معلومات، فون نمبر، نجی گفتگو یا ذاتی ویڈیو کو اس کی اجازت کے بغیر عام کرنا اس کی privacy کو متاثر کرتا ہے۔ اسلام نے لوگوں کے گھروں اور نجی زندگی میں تجسس سے بھی روکا ہے۔ قرآن مجید نے دوسروں کی جاسوسی اور نجی معاملات میں مداخلت سے منع کیا ہے۔[5]

سوشل میڈیا میں یہ مسئلہ خاص طور پر اہم ہو گیا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ چونکہ کوئی تصویر یا پیغام ان کے موبائل تک پہنچ گیا ہے اس لیے وہ اسے آگے بھیج سکتے ہیں۔ یہ سوچ درست نہیں۔ کسی چیز کا ہمارے ہاتھ میں آ جانا اس بات کی دلیل نہیں کہ اسے دوسروں تک پہنچانے کا حق بھی ہمیں مل گیا ہے۔ کسی کی نجی تصویر یا پیغام کو "مزاح" کے طور پر شیئر کرنا بھی اس شخص کے لیے شدید ذہنی اور سماجی نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔

جھوٹی خبر اور کردار کشی

سوشل میڈیا پر انسانی وقار کے لیے ایک بڑا خطرہ جھوٹی یا غیر مصدقہ معلومات ہیں۔ ایک جھوٹی خبر چند منٹوں میں پھیل سکتی ہے اور بعد میں اگر وہ غلط ثابت بھی ہو جائے تو بہت سے لوگ پہلی بات یاد رکھتے ہیں۔ اسلامی اخلاق میں خبر کی تصدیق کا اصول بہت واضح ہے۔ قرآن مجید میں حکم دیا گیا کہ اگر کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا دو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔[6]

یہ اصول آج کے ڈیجیٹل دور میں پہلے سے زیادہ اہم ہو گیا ہے۔ کسی شخص پر الزام لگانے سے پہلے خبر کی تحقیق ضروری ہے۔ صرف اس لیے کہ کوئی خبر بہت زیادہ لوگوں نے شیئر کی ہے، وہ سچی نہیں ہو جاتی۔

کردار کشی کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس میں الزام صرف ایک فرد تک نہیں رہتا۔ وہ خاندان، ادارے، ملازمت اور معاشرتی تعلقات کو بھی متاثر کر سکتا ہے۔ اسی لیے کسی انسان کے بارے میں غیر مصدقہ مواد پھیلانا ایک اخلاقی ذمہ داری کا مسئلہ بن جاتا ہے۔

آزادیِ اظہار اور انسانی وقار

سوشل میڈیا پر آزادیِ اظہار ایک اہم حق ہے، لیکن آزادی کا مطلب یہ نہیں کہ انسان دوسروں کی عزت ختم کرنے کے لیے آزاد ہو جائے۔ اختلاف رائے اور تذلیل میں واضح فرق ہے۔ ایک شخص کسی سیاسی، مذہبی یا سماجی مسئلے پر سخت اختلاف کر سکتا ہے، لیکن اختلاف کے دوران گالی دینا، خاندان کو نشانہ بنانا، ذاتی زندگی اچھالنا یا جھوٹا الزام لگانا آزادیِ اظہار کی مثبت صورت نہیں۔

1948ء کے Universal Declaration of Human Rights میں انسانی وقار کو بنیادی اصول قرار دیا گیا۔ اس کے آرٹیکل 1 کے مطابق تمام انسان آزادی اور انسانی وقار اور حقوق میں برابر پیدا ہوئے ہیں، جبکہ آرٹیکل 12 انسان کی privacy ، خاندان اور عزت و شہرت پر غیر ضروری حملے سے تحفظ کا حق تسلیم کرتا ہے۔[7]

یہ اصول اس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ اظہارِ رائے اور انسانی وقار کو ایک دوسرے کا مخالف سمجھنا درست نہیں۔ ایک مہذب معاشرہ دونوں کے درمیان توازن قائم کرتا ہے۔

پاکستان کے آئینی تناظر میں انسانی وقار

پاکستان کے آئین نے بھی انسانی وقار کو بنیادی آئینی تحفظ دیا ہے۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل 14 میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ انسان کی عزت اور، قانون کے تابع، گھر کی رازداری ناقابلِ تنسیخ ہے۔[8]

اس آئینی اصول کی روشنی میں سوشل میڈیا کو محض تفریح یا اظہار کا ذریعہ سمجھنا کافی نہیں۔ جب ڈیجیٹل سرگرمی کسی شخص کی عزت، نجی زندگی یا بنیادی حقوق کو متاثر کرتی ہے تو معاملہ صرف "سوشل میڈیا پر ایک پوسٹ" کا نہیں رہتا بلکہ بنیادی حقوق سے متعلق مسئلہ بھی بن جاتا ہے۔ پاکستان میں Prevention of Electronic Crimes Act نے بھی بعض ایسے جرائم کو قانون کے دائرے میں شامل کیا ہے جن میں کسی قدرتی شخص کی عزت کے خلاف الیکٹرانک مواد اور سائبر اسٹاکنگ یا سائبر بُلنگ جیسے جرائم شامل ہیں۔[9]

اس قانون کا وجود بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ڈیجیٹل دنیا حقیقی دنیا سے الگ کوئی بے قانون جگہ نہیں۔ آن لائن کیا جانے والا عمل بھی حقیقی انسانوں پر حقیقی اثر ڈالتا ہے۔

خواتین، نوجوان اور آن لائن تحقیر

سوشل میڈیا پر تحقیر کا اثر تمام لوگوں پر یکساں نہیں ہوتا۔ بعض صورتوں میں خواتین، نوجوان اور عوامی زندگی سے وابستہ افراد زیادہ شدید آن لائن حملوں کا سامنا کرتے ہیں۔ خاص طور پر خواتین کے خلاف آن لائن توہین، جنسی نوعیت کے تبصرے، دھمکیاں اور تصاویر کے غلط استعمال کے واقعات ان کے سماجی اور ذہنی تحفظ کو متاثر کرتے ہیں۔

UNESCO نے حالیہ عالمی مباحث میں ٹیکنالوجی کے ذریعے ہونے والے صنفی تشدد اور آن لائن حملوں کے بڑھتے ہوئے اثرات کو نمایاں کیا ہے۔ ایک 2026 کی UNESCO رپورٹ کے مطابق آن لائن تشدد کے اثرات میں نفسیاتی نقصان، خود سنسر شپ اور مصنوعی ذہانت سے پیدا ہونے والی نئی قسم کی زیادتیاں بھی شامل ہو رہی ہیں۔[10]

یہ صورت حال ہمیں یاد دلاتی ہے کہ آن لائن تحقیر کو صرف "ایک کمنٹ" سمجھنا درست نہیں۔ بعض الفاظ انسان کی زندگی، اعتماد اور ذہنی سکون پر گہرا اثر ڈال سکتے ہیں۔

سوشل میڈیا پر مجمع اور اخلاقی ذمہ داری

سوشل میڈیا پر ایک خطرناک رویہ یہ ہے کہ لوگ کسی واقعے کے بارے میں پوری حقیقت جانے بغیر کسی شخص کے خلاف جمع ہونا شروع کر دیتے ہیں۔ ایک شخص پوسٹ کرتا ہے، دوسرا سخت تبصرہ کرتا ہے، تیسرا کسی پرانی تصویر کو شامل کر دیتا ہے اور کچھ ہی دیر میں ایک شخص سوشل میڈیا کی عدالت میں مجرم بنا دیا جاتا ہے۔ یہ رویہ انصاف کے بنیادی اصولوں سے متصادم ہے۔ کسی شخص کے خلاف الزام اور کسی شخص کا مجرم ثابت ہونا دو الگ چیزیں ہیں۔ سوشل میڈیا کی مقبولیت کسی الزام کو ثبوت نہیں بناتی۔ خاص طور پر جب معاملہ کسی استاد، طالب علم، ملازم، ڈاکٹر، افسر، سیاست دان یا کسی عام شہری کا ہو تو غیر مصدقہ الزام اس کی پیشہ ورانہ اور معاشرتی زندگی کو بھی متاثر کر سکتا ہے۔ اس لیے سوشل میڈیا صارف کے لیے ایک بنیادی اصول یہ ہونا چاہیے کہ "ہر وائرل چیز شیئر کرنے کے لیے نہیں ہوتی۔"

مزاح اور تحقیر میں فرق

بہت سی آن لائن تحقیر مزاح کے پردے میں کی جاتی ہے۔ کوئی شخص کسی کی تصویر بنا کر کہتا ہے کہ یہ تو صرف مذاق تھا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جس شخص کے بارے میں مذاق کیا گیا، کیا اس کی عزت بھی محفوظ رہی؟ مزاح اس وقت تک مثبت رہتا ہے جب تک وہ دوسرے کی تذلیل نہ بن جائے۔ قرآن مجید کا مذاق اڑانے سے متعلق حکم اسی بنیادی اخلاقی اصول کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ کسی کی جسمانی شکل، بیماری، زبان، رنگ، لباس، خاندان، مالی حالت یا کمزوری کو ہنسی کا موضوع بنانا مزاح نہیں بلکہ تحقیر بن سکتا ہے۔ سوشل میڈیا نے اس تحقیر کو زیادہ خطرناک اس لیے بنا دیا ہے کہ ایک شخص کا مذاق ایک محدود محفل کے بجائے عوامی سطح پر پھیل سکتا ہے۔

ڈیجیٹل تحقیر کا نفسیاتی اثر

کسی انسان کی تحقیر کا سب سے بڑا نقصان ہمیشہ باہر سے دکھائی نہیں دیتا۔ ایک شخص بظاہر خاموش رہ سکتا ہے، لیکن مسلسل توہین، مذاق اور حملوں کی وجہ سے اس کا اعتماد متاثر ہو سکتا ہے۔ نوجوانوں کے لیے یہ مسئلہ خاص طور پر حساس ہے کیونکہ اس عمر میں سماجی قبولیت ان کی شخصیت پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔ اس لیے سوشل میڈیا کے اخلاقی استعمال کا مطلب صرف قانونی کارروائی سے بچنا نہیں۔ اصل مقصد ایسا ماحول پیدا کرنا ہے جس میں انسان دوسروں کی تکلیف کو سمجھ سکے۔ ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ہر اکاؤنٹ کے پیچھے ایک انسان ہے۔ اس انسان کے جذبات ہیں، خاندان ہے، عزت ہے اور اپنی زندگی کے مسائل ہیں۔ اس کی سکرین پر خاموشی اس بات کا ثبوت نہیں کہ اسے تکلیف نہیں ہوئی۔

اسلامی اخلاقیات اور سوشل میڈیا کا درست استعمال

اسلامی اخلاقیات کی روشنی میں سوشل میڈیا کے استعمال کے لیے چند بنیادی اصول سامنے آتے ہیں۔

پہلا اصول یہ ہے کہ بات کرنے سے پہلے اس کی سچائی دیکھی جائے۔ قرآن کا حکم تحقیق کا ہے، جلد بازی کا نہیں۔

دوسرا اصول یہ ہے کہ ایسی بات نہ کہی جائے جس سے کسی مسلمان یا کسی بھی انسان کی بلاوجہ تحقیر ہو۔

تیسرا اصول نجی زندگی کا احترام ہے۔ جو چیز کسی نے اعتماد کے ساتھ شیئر کی ہو اسے اجازت کے بغیر عوامی بنانا اخلاقاً درست نہیں۔

چوتھا اصول اختلاف کے آداب ہیں۔ کسی نظریے سے اختلاف کیا جا سکتا ہے، لیکن اس اختلاف کو ذاتی دشمنی اور گالی میں تبدیل کرنا درست نہیں۔

پانچواں اصول یہ ہے کہ جس مواد سے کسی انسان کی عزت متاثر ہو سکتی ہو، اسے آگے بڑھانے سے پہلے رک کر سوچا جائے۔

یہ اصول کسی خاص سوشل میڈیا پلیٹ فارم کے لیے نہیں بلکہ ہر ڈیجیٹل ماحول کے لیے ہیں۔

انسانی وقار اور ہماری اجتماعی ذمہ داری

سوشل میڈیا نے فرد کو بہت طاقت دی ہے۔ ایک عام شخص آج وہ بات لاکھوں لوگوں تک پہنچا سکتا ہے جو ماضی میں شاید کسی چھوٹی مجلس سے باہر نہ نکلتی۔ طاقت کے ساتھ ذمہ داری بھی آتی ہے۔ اس لیے یہ مسئلہ صرف حکومت یا سوشل میڈیا کمپنیوں کی ذمہ داری نہیں۔

والدین، اساتذہ، جامعات، مذہبی ادارے، میڈیا، نوجوان اور عام صارف سب اس ذمہ داری میں شریک ہیں۔

گھر میں بچوں کو یہ سکھانا ضروری ہے کہ کسی کی تصویر پر مذاق کرنا بھی غلط ہو سکتا ہے۔ تعلیمی اداروں میں ڈیجیٹل اخلاقیات کو محض تکنیکی تربیت کے بجائے کردار سازی کے ساتھ جوڑنے کی ضرورت ہے۔ مذہبی تعلیم میں امانت، غیبت، بہتان، حسنِ اخلاق اور انسانی عزت کے اصولوں کو جدید ڈیجیٹل زندگی سے جوڑ کر سمجھایا جانا چاہیے۔ اسی طرح میڈیا اور سوشل میڈیا صارفین کو یہ فرق سمجھنا ہوگا کہ خبر دینا اور کسی کی زندگی کو موضوعِ تماشا بنانا ایک چیز نہیں۔

نتیجہ

سوشل میڈیا بذاتِ خود نہ اچھا ہے نہ برا۔ اس کا اخلاقی کردار اس بات سے متعین ہوتا ہے کہ انسان اسے کس مقصد اور کس انداز میں استعمال کرتا ہے۔ یہی پلیٹ فارم علم پھیلانے، لوگوں کو جوڑنے اور مظلوم کی آواز بننے کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے اور کسی انسان کی عزت تباہ کرنے کا ذریعہ بھی۔

اسلامی تعلیمات انسانی عزت کو معمولی معاملہ نہیں سمجھتیں۔ قرآن مذاق، عیب جوئی، برے القاب، بدگمانی اور غیبت سے روکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مسلمان کی جان، مال اور عزت کی حرمت بیان فرمائی۔ جدید انسانی حقوق بھی انسانی وقار، عزت، شہرت اور نجی زندگی کے تحفظ کو بنیادی اصول مانتے ہیں۔ پاکستان کا آئین بھی انسان کی عزت اور نجی زندگی کو آئینی تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اس پورے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سوشل میڈیا پر کسی انسان کی تحقیر محض ایک معمولی ڈیجیٹل سرگرمی نہیں۔ یہ ایک حقیقی انسانی مسئلہ ہے۔ ایک پوسٹ، تصویر، ویڈیو یا تبصرہ کسی انسان کے لیے شدید سماجی اور نفسیاتی نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سوشل میڈیا کے استعمال کے ساتھ ایک نئی ڈیجیٹل اخلاقیات پیدا کریں۔ ہمیں یہ سیکھنا ہوگا کہ ہر بات شیئر کرنا ضروری نہیں، ہر خبر سچی نہیں، ہر مذاق جائز نہیں اور ہر اختلاف دشمنی نہیں ہوتا۔ سب سے بڑھ کر ہمیں یہ یاد رکھنا ہوگا کہ سکرین کے دوسری طرف بھی ایک انسان موجود ہے، اور اس انسان کی عزت بھی ہماری اپنی عزت کی طرح اہم ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1. القرآن الکریم، سورۃ الإسراء، 17:70۔
2. القرآن الکریم، سورۃ الحجرات، 49:11۔
3. القرآن الکریم، سورۃ الحجرات، 49:12۔
4. مسلم بن حجاج، الصحیح، کتاب البر والصلۃ والآداب، حدیث 2564۔
5. القرآن الکریم، سورۃ الحجرات، 49:12۔
6. القرآن الکریم، سورۃ الحجرات، 49:6۔
7. United Nations, Universal Declaration of Human Rights, Articles 1 and 12، 10 December 1948۔
8. Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Article 14: “Inviolability of dignity of man, etc.”
9. Government of Pakistan, Prevention of Electronic Crimes Act, 2016، خصوصاً دفعات 20، 24 اور 24A۔
10. UNESCO, “From Momentum to Meaningful Change: Addressing Tech-Facilitated Gender-Based Violence,” 15 January 2026؛ UNESCO, “New global report reveals growing impact of online violence on women journalists,” May 2026۔